رسائل و مسائل

مسلمان عورت کا غیر محرم مرد سے مصافحہ؟

جناب ملک غلام علی صاحب

سوال:۔ روزنامہ مساوات ۱۴ رجون ۱۹۸۹ء میں ایک مضمون "علامہ" کریم احمد کے نام سے چھپا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ بعض نیم تعلیم یافتہ علماء نے بے نظیر کے بعض امریکی کانگریس کے ارکان سے ہاتھ ملانے کو خلافِ اسلام قرار دیا ہے، حالانکہ مودودی صاحب نے تفہیم القرآن جلد ۵، ص ۴۴۵، ۴۵۰ میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض مواقع پر عورتوں سے ہاتھ ملایا۔ الجامع لاحکام القرآن علامہ قرطبی جلد ۱۸ ص ۷۱ کا حوالہ بھی دیا گیا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کو قائم مقام بنایا کہ وہ عورتوں سے مصافحہ کریں اور ایک روایت کے مطابق آنحضورؐ نے خود عورتوں سے مصافحہ فرمایا۔ علامہ قرطبی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا۔ پروفیسر رفیع اللہ شہاب نے اپنے ایک خط میں علامہ قرطبی کے حوالے سے یہی بات کہی ہے۔ یہ خط پاکستان ٹائمز لاہور۔ مورخہ ۱۵ رجون میں چھپا ہے۔ آپ براہ کرم صحیح صورتِ حال واضح کریں کہ یہ حوالے کہاں تک صحیح ہیں اور عورت کا غیر محرم مرد سے مصافحہ کہاں تک جائز ہے؟

جواب:۔ آپ نے جن مضامین اور تفاسیر کا ذکر اپنے سوال میں کیا ہے، میں نے سب کا بغور مطالعہ کیا اور مجھے یہ کہنے میں کوئی تامل نہیں ہے کہ پروفیسر رفیع اللہ شہاب صاحب اور

مساوات کے مضمون نگار نے صریح دجل و تلبیس سے کام لیتے ہوئے امام قرطبی اور مولانا مودودیؒ کے موقف کو بالکل غلط اور تحریف شدہ صورت میں پیش کیا ہے۔ جس بات کا جتنا حصہ اپنے مطلب کا نظر آیا، اُسے لے لیا۔ اور جو اُن کے خلاف پڑتا تھا، اُسے حذف کر دیا ہے۔ پہلے میں علامہ قرطبی کی تفسیر کو لیتا ہوں۔ انھوں نے سورۃ الممتحنہ کی آیت نمبر ۱۲ کے تحت یہ بحث کی ہے جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت فرمائی گئی ہے کہ اگر مومن خواتین بیعت کے لیے حاضر ہوں تو اُن سے بیعت کیسے لی جائے۔ امام قرطبی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ "صحیح مسلم شریف میں حضرت عائشہؓ روایت کرتی ہیں کہ جب مومن عورتیں ہجرت کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتی تھیں تو آپ اُن سے ان باتوں کا عہد و اقرار لیتے تھے جو اس آیت میں مذکور ہیں (کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گی، چوری نہ کریں گی، زنا نہ کریں گی ......) اس کے بعد علامہ قرطبی نقل کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے:-

وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اقررن بذلک من قولھن قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ انطلقن، فقد بایعتکن، ولا واللہ ما مست یدُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ید امرأۃٍ قط، غیر انہ بایعھن بالکلام وما مست کف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کف امرأۃ قط وکان یقول لھن اذا اَخذ علیھن: قد بایعتکن کلامًا

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مومنات سے زبانی اقرار کرا لیتے تھے تو آنحضورؐ فرماتے تھے: چلی جاؤ: بس میں نے تم سے بیعت لے لی۔ خدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے کسی بیعت کرنے والی خاتون کا ہاتھ مس نہیں فرمایا، اِلّا یہ کہ بس کلام کے ذریعے سے ان سے بیعت لیتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی نے کسی عورت کی ہتھیلی کو نہیں چھوا، ان سے بیعت لیتے وقت فرماتے تھے: میں نے تم سے زبانی بیعت لے لی"۔

اب ہر شخص ملاحظہ کر سکتا ہے کہ یہ صحیح الاسناد حدیث جو حضرت عائشہ صدیقہ زوجہ مطہرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، جسے مفسر قرطبی نے سب سے پہلے نقل کیا ہے اور جس میں اُم المومنین اللہ کی قسم کھا کر فرما رہی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بالمشافہ قولی بیعت لے کر صحابیات کو چلے جانے کا حکم دیتے تھے۔ اس پوری حدیث سے تو رفیع اللہ صاحب اور مساوات کے "علامہ" نے آنکھیں میچ لی ہیں اور اس کے بعد امام قرطبی کی ایک روایت دے دی ہے، جس سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ کوہ صفا پر جب خواتین سے بیعت لی گئی تو حضرت عمرؓ کو درمیان میں واسطہ بنایا گیا اور وہ خواتین سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب یا نمائندہ بن کر بیعت کے لیے مصافحہ کرتے تھے۔ اس روایت کا مفہوم اگر یہ لیا جائے کہ حضرت عمرؓ خواتین کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بیعت کرتے تھے اور آنحضورؐ نے انہیں ایسا کرنے پر مامور فرمایا تھا تو یہ روایت کسی طرح بھی قابلِ تسلیم نہیں ہو سکتی۔ اس کے وجوہ مختصراً درج ذیل ہیں:

اِس روایت کو امام قرطبی نے قِیل کے لفظ سے شروع کیا ہے اور قیل کو علما صیغۂ تمریض کا نام دیتے ہیں، جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ قول اہلِ علم کے نزدیک مستند اور قابلِ قبول نہیں۔ لیکن تفاسیر اور قدیم تصانیف میں چونکہ ہر طرح کے قول کا احاطہ کر دیا جاتا ہے، اِس لیے ایسے کمزور اور شاذ اقوال بھی درج ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت عمرؓ والی روایت کے ساتھ قرطبی نے ایک دوسری روایت بھی دی ہے، جس میں حضرت عمرؓ کے بجائے کسی عورت کا ذکر ہے جس کے سپرد یہ کام کیا گیا۔ (روی انہ کلف امرأۃ وقفت علی الصفا) اس پر مفسر قرطبی کا اپنا ریمارک یہ ہے: ذالک ضعیف، انما ینبغی التعویل علی ما فی الصحیح (یہ بات کمزور ہے۔ اصل اعتماد و اعتبار اس قول پر ہونا چاہیے جو حدیث صحیح میں وارد ہے جس میں بیعت کے لیے کسی درمیانی واسطہ و وسیلہ کا ذکر موجود نہیں)۔ امام قرطبی کی یہ رائے جو میں نے ابھی ترجمے کے ساتھ نقل کی ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انہیں اس روایت کی صحت میں کلام ہے جس میں حضرت عمرؓ کا خواتین سے بیعت لینا اور مصافحہ کرنا بیان ہوا ہے، اور مساوات کے مقالہ نگار کی

یہ بات بالکل غلط ہے کہ "علامہ قرطبی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے"۔

مولانا مودودیؒ اور اُن کی تفسیر "تفہیم القرآن" کے حوالے سے یہ قول نقل کرنا بھی تحریف ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت عمرؓ نے عورتوں سے بیعت لیتے وقت ان کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیا تھا۔ تفہیم القرآن جلد پنجم ص ۴۹۴ حاشیہ ۲۳ پر مولانا مرحوم فرماتے ہیں:

"عورتوں سے بیعت لیتے وقت آپؐ نے کبھی کسی عورت کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں نہیں لیا، بلکہ مختلف دوسرے طریقے اختیار فرمائے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں: خدا کی قسم، بیعت میں حضورؐ کا ہاتھ کبھی کسی عورت کے ہاتھ سے چھوا تک نہیں ہے۔ آپ عورتوں سے بیعت لیتے ہوئے "زبان مبارک سے یہ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے تجھ سے بیعت لی"۔ (بخاری)۔ اُمیمہ بنت رُقیقہ کا بیان ہے کہ میں اور چند عورتیں حضورؐ کی خدمت میں بیعت کے لیے حاضر ہوئیں۔ آپؐ نے قرآن کی آیت ۱۲ سورۃ الممتحنہ کے مطابق ہم سے عہد لیا۔ پھر ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ، ہاتھ بڑھایئے، تاکہ ہم آپؐ سے بیعت کریں۔ آپؐ نے فرمایا: میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔ آپؐ نے ہم میں کسی عورت سے بھی مصافحہ نہیں کیا (مسند احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)۔ ابوداؤد نے مراسیل میں شعبی کی روایت نقل کی ہے کہ عورتوں سے بیعت لیتے وقت ایک چادر حضورؐ کی طرف بڑھائی گئی۔ آپؐ نے بس اُسے ہاتھ میں لے لیا۔ اور فرمایا: میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔ ابن اسحاق نے مغازی میں ابان بن صالح سے روایت نقل کی ہے کہ حضورؐ پانی کے ایک برتن میں ہاتھ ڈال دیتے تھے اور پھر عورت اسی برتن میں اپنا ہاتھ ڈال دیتی تھی"۔

آخر میں صاحبِ تفہیم نے لکھا ہے:

"ایک روایت میں اُمِ عطیہ انصاریہ کا یہ بیان ملتا ہے کہ حضورؐ نے گھر کے باہر سے ہاتھ بڑھایا اور ہم نے اندر سے ہاتھ بڑھائے، لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ عورتوں نے آپؐ سے مصافحہ بھی کیا ہو۔ کیونکہ حضرت اُمِ عطیہ نے مصافحہ کی تصریح نہیں کی ہے۔ غالباً اس موقع پر صورت یہ رہی ہوگی کہ عہد لینے

وقت آپؐ نے باہر سے ہاتھ بڑھایا ہوگا اور اندر سے عورتوں نے اپنے ہاتھ بڑھا دیئے ہوں گے بغیر اس کے کہ ان میں سے کسی کا ہاتھ آپؐ کے ہاتھ سے مس ہو۔"

تفہیم القرآن کا حاشیہ اور بالخصوص حاشیے کا آخری حصہ اپنے مدعا و منشا میں بالکل واضح ہے۔ لیکن اس پر بھی کریم احمد صاحب کا مضحکہ خیز تبصرہ یہ ہے کہ "ظاہر ہے کہ ہاتھ یا تو مصافحہ کے لیے بڑھائے جاتے ہیں یا مارنے کے لیے۔ یہاں مارنے والا قرینہ ہے نہیں، تو مصافحہ والا ہی قرینہ ہوسکتا ہے"۔ حالانکہ آنحضورؐ اگر بیعت کی اہمیت کے پیش نظر اپنے دستِ مبارک کو متحرک فرما رہے ہوں اور خواتین جن سے بیعت لی جارہی ہے وہ بھی اپنے ہاتھ بڑھا یا اٹھا کر بیعت کے الفاظ ادا کررہی ہوں، خواتین مکان یا احاطے کے اندر ہوں اور آنحضورؐ خارج میں تشریف فرما ہوں تو اس میں کونسا امر خلاف قرینہ و قیاس ہے اور جہاں تک باہمی مصافحہ کا تعلق ہے، وہ اس لیے غیر ممکن و محال ہے کہ دوسری احادیثِ صحیحہ میں یہ قطعی صراحت وارد ہے کہ آنحضورؐ نے بیعت کے موقع پر کبھی بھی کسی خاتون کا ہاتھ نہیں چھوا۔ اس کے باوجود عورت اور غیر محرم مرد کے مصافحہ و مکالمہ کا جواز ایسی روایات سے فراہم کرنا نری ہٹ دھرمی اور فتنہ پردازی کے سوا اور کیا ہے؟